

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نقش آغاز

ہمارا نظام دعوت و اصلاح امت ارباب فکر و دانش اور اصحاب بصیرت کی نہایت گہری سوچ و پیار کا مستحق ہے۔ بلاشبہ اب تک دینی اقدار اور اسلامی روایات کی جڑیں برصغیر میں یہ نسبت دیگر اسلامی ممالک کے کچھ گہری اور مضبوط رہیں، مگر یہ بات رسمی انجمنوں، اداروں اور جماعتوں یا تنظیموں سے زیادہ اصحاب دعوت و عزیمت کے سوز و دروں، جذبات اخلاص و قوت اور جوش و خروش، پاکیزگی و کردار کی منت پذیر رہی۔ اس وقت اخلاقی اور معاشرتی اصلاح کے لئے رسمی طور پر یقین کی نہایت فراوانی ہے۔ طریقہ کار سلسلہ پورے عالم اسلام میں اتنا کبھی نہیں رہا، جتنا اب ہے۔ صرف عرب ممالک سے آئے دن نکلنے والی مطبوعات وہاں کے پڑھنے والوں سے زیادہ اہل اہل کر دنیا میں پھیل رہے ہیں۔ صحائف اور مجلات کی بہتات ہے، ایک سے ایک بڑھ کر خطیب اور واعظ زور خطابت دکھا رہا ہے۔ دینی مدارس اُسٹے کبھی نہ تھے جتنے آج ہیں۔ جماعتوں اور تنظیموں کا دور دورہ ہے، گلی گلی اصلاحی اداروں، اور سماجی انجمنوں سے آباد ہے۔ زبانی حد تک راسخی سے لیکر رعیت سب اسلام کی حمد و ستائش میں رطب اللسان میں تحقیقی ریسرچ کے طویل الذیل منصوبوں کی بھی کمی نہیں، اُس میں شک نہیں کہ اس تمام جہاد و جہد کے اثرات کچھ نہ کچھ ظاہر بھی ہو رہے ہیں اور اپنی جگہ ہر چیز کی افادیت مسلم ہے۔ مگر ان تمام مظاہر اصلاح اور رسوم دعوت کے باوجود نتائج نہایت بے ایمانک شکل میں آ رہے ہیں۔ خرابی بھلائی بد اور بدی نیکی پر غالب آتی جا رہی ہے۔ معاشرہ کی گامی معائنہ اخلاق اور آداب معاشرت کے لحاظ سے منہ بول بقصود کو کم کر چکی ہے اور ہماری یہ تمام کدو کاوش ادب و ادب دینی کے طوفان کے سامنے تنکوں کا ڈھیر ثابت ہو رہی ہے۔ اس لئے لازمی طور پر یہ تمام امور امت کے ہر چہ و دماغ اور دل و بیدار کے لئے سوچنے کے ہیں۔ خرابیوں کا سرچشمہ کیا ہے؟ اگر اسے متعین کیا جائے اور پھر دعوتی کام کو اس کے مطابق مرتب کر لیا جائے تو کام کے نتائج ایسے نہ ہوں۔۔۔۔۔

اگر مفسر غائر مطالعہ کیا جائے تو ہمارے تمام تعلیمی، دعوتی اور تنظیمی کام مضبوطی و راسخاں کی طرف جارہے ہیں، ان سب چیزوں کی کسی ایک صورت میں نہ تو بہت کم کی جا سکتی ہے، اور نہ

ایک کم سواد کی ٹنگی داناں اس کی متعل برکتی ہے۔ افادیت، اہمیت، اور امت پر پھلی چند صدیوں میں نہایت گہرے اور دور رس اثرات پھوڑنے کے لحاظ سے خاص اللہ کے توکل پر چلنے والے دینی مدارس پہلے نمبر پر آتے ہیں۔

اس لحاظ سے اسکی موجودہ حالت کیا ہے۔ اس سلسلہ میں معزز معاصر البلاغ کراچی نے تازہ انداز میں اپنے نگارشات قلمبند کرتے ہوئے بجا طور پر بڑے اہم سوالات اٹھاتے ہیں۔ چونکہ الحق کا تعلق بھی ایک دینی مدرسہ سے ہے اور ان تاثرات کو ہم اپنے دل کی ترجمانی سمجھتے ہیں۔ اس لئے اپنے حلقہ قارئین کے اصحاب فکر و بصیرت (خواہ ان کا تعلق قدیم سے ہے یا جدید سے) اور خاص طور سے ارباب مدارس عربیہ کی توجہ میں ان سوالات کی طرف مبذول کراتے ہوئے ایک اہم دینی ضرورت پر اظہار خیال کی دعوت دیتے ہیں :

۱۔ ایک عام تاثر یہ ہے کہ ہماری موجودہ دینی درسگاہوں سے موثر علمی و دینی شخصیتوں کی تیاری تقریباً بند ہو رہی ہے۔ جناب کی نظر میں اس کے اسباب کیا ہیں ؟

۲۔ موجودہ دینی مدارس کو دوبارہ مردم خیز اہمیت کے لئے زیادہ نفع بخش بنانے کیلئے کون سے اقدامات آپ کی نظر میں ضروری ہیں۔

۳۔ محسوس یہ ہوتا ہے کہ ہماری دینی درسگاہوں میں تعلیم و تعلم کا اصل مقصد نگاہوں سے اوجھل ہوتا جا رہا ہے۔ براہ کرم نشاندہی فرمادیں کہ آپ کی نظر میں یہ مقصد کیا ہے۔ اور اہل مدارس میں اس کا استحضار کیونکر پیدا کیا جاسکتا ہے، جو ان کے فکر و عمل پر اثر انداز ہو سکیں۔

مدارس عربیہ کے سلسلہ میں یہ چند ایسے سوالات ہیں جن سے صرف نظر کرنا اور انہیں اپنے شبانہ روز غور و فکر کا محور نہ بنانا، پوری ملت کے دینی، علمی اور فکری منفع و اضطلال سے بے پروائی برتنے کے مترادف ہے، پچھلی چند صدیوں سے یہی مدارس اور آزاد دینی تعلیم ہی زیادہ تر ہماری حیات جاودانی کے سرچشمے بنے رہے، کارگاہ حیات میں ان کی حیثیت انسانی فیکٹریوں کی رہی اور یہ مدارس علوم نبوت کا ایسا پاور ہاؤس ثابت ہوئے جس کا ایک سرا نبوت محمدی اور دوسرا امت محمدی سے وابستہ رہا بعد اس کے ذریعہ ملت کی پشمرہ رگوں میں ایمان و یقین کی نئی حرارت و وحشتی رہی اور اسکی ضرورت امتحانی سے الحاد و ہریت اور فاسد اعمال و عقائد کی ظلمتیں کا نور پوتی رہیں۔ ان مدارس سے نکلنے والوں میں بہت سی ایسی عبقری شخصیتیں تھیں جن میں ایک ایک کچی تھی پوری ملت پر بھاری ہو جاتی اور آج مدارس کے اندرونی ماحول، خارجی اثرات، تربیت، تعلیم، اور اسکی شینگی، اساتذہ اور طلبہ کے

باہمی مخلصانہ روابطہ عرضی ہر لحاظ سے یہ مدارس اپنی حالت پر نہیں ہیں، جبکہ نئے حالات کی بناء پر مدارس اور ان میں ایسی چیزوں کی اہمیت رگ جہاں سے بھی بڑھ چکی ہے۔ اس لئے تمام اہل علم اور اصحابِ دل حضرات کا اس منفع و تنزل کے اسباب کی نشاندہی کر کے تذبذب اصلاح پر توجہ دینا دین کی ایک اہم پکار پر لیکٹ کہنا ہوگا۔ یہ تو مدارس کا ترمیمی پہلو تھا۔

نظام تربیت کے علاوہ نظام تعلیم اور نصاب تعلیم بھی مدتوں سے توجہ طلب مسئلہ ہے۔ بلاشبہ موجودہ درس نظامی نے اپنے عہد کے لحاظ سے ہم گیری اور ریسرچ فی العلم اور اس سے زیادہ ماحول اور تربیت کی بدولت ملت کو نابغہ روزگار افراد دئے، مگر عہدِ جاوید اور اس کا علمِ جدید اس نصاب کا دامن نہایت وسیع کرنے کا طلب گار ہے۔ بیسویں صدی نے نہ صرف دیگر علوم بلکہ اسلامی علوم و فنون، تاریخ، اسلامی فلسفہ، فقہ اور قانون سازی، اسلامی علم الکلام، عمرانیات، لسانیات، سیاسیات، اقتصادیات، ہر چیز کے متعلق بحث و استدلال غنہ و فکر اور مطالعہ تحقیق کے نئے گوشے پیدا کر کے تمام زاویے اور طوطیہ کرتے کافی حد تک بدل دئے ہیں۔ پھر اتنے ہمہ گیر اور شاخ در شاخ کہ جب تک کوئی عالم ان سے پوری مناسبت پیدا نہ کرے، وہ جدید علمی دنیا کا پورے شرحِ صدر کے ساتھ چیلنج قبول نہیں کر سکتا۔ اور یہ مناسبت صرف موجودہ نصاب سے پیدا ہونی ناممکن نہیں تو مشکل حذر ہے۔ تاریخ اب ایک مضبوط سائنس ہے۔ جغرافیہ علم کی سینکڑوں شاخوں کو اپنے اندر سمیٹ چکا ہے۔ ادب کا میدان علم و ثقافت کے تمام اہم شعبوں پر عادی ہو چکا ہے۔ جدید ادب عربی تحریرِ تقریر ہر پہلو سے توجہ طلب بن گیا ہے۔ ریاضی علوم اور طبیعیات، ترقی سے تریا تک پہنچ چکے ہیں، منطق، نئی ریسرچ اور بحث و استدلال کی شکل میں مراحل تکمیل کو چھو رہی ہے۔ فلسفہ کے نئی سمتاں۔ مشاہدہ اور تحقیق سے غلط ثابت ہو چکے ہیں۔ نئے مسئلہ نظریاتی اصول بھی آئے دن بدلتے رہتے ہیں۔ پھر اسلامی علوم و آثار پر کہاں کہاں سے گولہ باری ہو رہی ہے۔ اور کن حربوں سے کام لیا جاتا ہے۔ استشرق کے پردہ میں ایک مستقل علمی دنیا اسلام اور اسلامی علوم و شخصیات کو مشن ستم بنائے ہوئے ہیں۔ قانون کی تدوین و ترتیب اقوامِ عالم میں ایک مستقل فن بن چکا ہے۔ — الغرض اس صدی کے علمی تقاضے، علمی زبان، علمی طریق کار گویا ہر چیز کہاں سے کہاں پہنچ چکی ہے۔ اسلام اور اس کے اصول ابدی اور غیر متبدل ہیں۔ نہ تحریف کے روادار نہ ترمیم کے، اور نہ تبدل کے۔ مگر علماء اسلام کو یہ شرابِ کہنہ جامِ نور میں پیش کرنے کی اہلیت و صلاحیت ہم پہنچانی ہے۔ اس لئے کہ اسلام تو عیسائیت کی طرح حلال سے شراب کی صورت اختیار نہ کر سکتا۔ غنیمت نہیں سمجھا، وہ تو

جانبِ کاملِ دین، قوتِ مقابلہ سے بھرپور اور ہر دور میں نئے جوش اور ولولہ سے معمور رہا ہے۔ اور انہیں ملاکر ہر دور کے افکار و نظریات کا چیلنج قبول کرتا چلا آیا ہے۔ اس لئے آج بھی ضرورت ہے کہ علماء کرام اور ہمارے علمی ادارے جدید آلات و وسائل اور علمی اور اداریہ حرب و حرب سے پوری طرح لیس ہو کر نئے تقاضوں کا سامنا کر سکیں۔ ہمیں ہر دور میں اللہ نے ابوحنیفہؒ، احمد بن حنبلؒ، غزالیؒ، رازیؒ، ابن تیمیہؒ، رومیؒ، ابن رشدؒ، شاہ ولی اللہؒ، محمد قاسم نانوتویؒ جیسے اہل فکر و نظر دے جنکی بدولت اسلام آج تک زندہ و تابندہ رہا۔ ضرورت ہے کہ نیا دور بھی اپنی ذمہ داریوں کو محسوس کر کے یہ امانتِ عظمیٰ پھیلے دور سے بڑھ کر جوش و خروش اور شانِ بان کے ساتھ اگلی نسلوں تک پہنچا سکے۔

مقابلہ شدید تر ہے اور ہر آنے والی گھڑی وقت کی نزاکتوں میں اضافہ کر رہی ہے جنگ کا ماحول ہمہ گیر ہوتا جا رہا ہے۔ علمی و فکری لحاظ سے نیا سے نیا اسلحہ میدان میں آ رہا ہے۔ اور قرآنِ کریم و اعداءِ ہر ماستطعمہ من قوتہ کی صورت میں پکار پکار کر دعوتِ تیاری دے رہا ہے۔ الغرض نصاب کے سلسلہ میں بڑی وسعتِ نظر کے ساتھ جائزہ لینے کی ضرورت ہے۔ تعلیم کی کل مدت کتنی ہونی چاہئے، اس مدت کو کتنے حصوں میں کس طرح تقسیم کیا جائے، اہم اور لازمی مضامین اور اختیاری مضامین کا تعین اور پھر طریقہ تعلیم کیساتھ مطالعہ، تصنیف و تالیف، مرثر ترین دعوت اور اس کا طریقہ کار۔ الغرض صد ہا گوشے میں جو بحث و تمحیص کے مستحق ہیں۔ اسے سن اتفاق کہئے یا البلاغ کے اداریہ کے ساتھ توازن و فکر کہ علمی و فکری زندگی کے بارہ میں اکابر علماء اور جدیدہ جدیدہ اربابِ دانش کے تجربات و تاثرات سامنے لانے کے سلسلہ میں الحق نے بھی ایک سوالنامہ روانہ کیا ہے۔ بزرگوں نے ان سوالات کے جوابات دینے کی زحمت فرمائی تو اس سے بھی کافی حد تک۔

موجودہ تعلیمی، مطالعاتی اور تربیتی امور پر روشنی پڑ سکے گی۔ اس سلسلہ میں قانونین حضرات سے بھی اتماس ہے کہ کوئی مفید تجویز اور کام کی بات ذہن میں آئے تو تحریر فرمادیں۔ ایسی تجاویز، آراء، احساسات، اور تبادلہ خیالات، نئے خطوط، اور نقوش اہلکار کرنے میں انشاء اللہ مدد ثابت ہو سکیں گے۔

لَعَلَّہُ اللہ یحدث بعد ذلک امرا :

- ۱۔ آپ کو ملی زندگی میں کن کتابوں اور مصنفین نے متاثر کیا اور آپ کی محسن کتابوں نے آپ پر کیا نقوش چھوڑے۔ ۱۔ ایک کتابوں اور مصنفین کی خصوصیات۔ ۲۔ کن ملامت اور جرائد سے آپ کو شغف رہا۔ موجودہ صحافت میں کون سے جرائد آپ کے معیار پر پورے اترتے ہیں۔ ۳۔ اپنے تعلیمی زندگی میں کن اساتذہ اور درسگاہوں سے خاص اثرات لئے، ایسے اساتذہ اور درسگاہوں کے امتیازی اوصاف جن سے طلبہ کی تعمیر و تربیت میں مدد ملی۔ ۴۔ اس وقت عالم اسلام کو جن جدید مسائل اور حوادث و فوژل کا سامنا ہے اس کیسے قدیم یا معاصر اہل علم میں سے کن حضرات کی تعانیف کا رآمد اور مفید ثابت ہو سکتی ہیں۔ ۵۔ علمی، فکری اور دینی محاذوں پر کئی فتنے، تحریکیں، الحادی، اور تجدیدی رنگ میں (مثلاً انکارِ وحیث، عقلیت، اباحت، تقد، مغربیت، قادیانیت اور ماڈرنزم) مصروف ہیں۔ انکے سنجیدہ علمی استنباط میں کونسی کتابیں حق کے متلاشی نوجوان ذہن کی رہنمائی کر سکتی ہیں۔ ۶۔ موجودہ سائنسی اور معاشی مسائل میں کونسی کتابیں اسلام کی صحیح ترجمانی کرتی ہیں۔ ۷۔ مدارس عربیہ کے موجودہ نصاب میں وہ کونسی تبدیلیاں ہیں جو اسے مؤثر اور مفید تر بنا سکتی ہیں۔ ۸۔ امید ہے اپنے مفید خیالات سے عزم میں آئیں گے۔ واللہ یعلم الخ وھو علی السبیل۔